حضرت مولانا محمد لطف اللہ صاحب فاضل دیوبند جہانگیرہ روڈ

یہود کا غلبہ

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

بعض لوگوں کو یہ شبہ پیش آتا ہے کہ ایک مغضوب قوم جس کے لئے ذلت و مسکنت مقدر کر دی گئی ہے، کس طرح قوت و اقتدار کے اس مقام تک پہنچ گئی؟

یہاں سب سے پہلے یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہود کا مغضوب و ملعون ہونا دو ہزار سال کا مشاہدہ ہے۔ اور تاریخ ہر زمانے میں ان کی ملعونیت و مغضوبیت پر مہر تصدیق ثبت کرتی رہی ہے۔ اس لئے یہود کے لئے غضب و لعنت اور ذلت و مسکنت صرف قرآن حکیم ہی کا دعویٰ نہیں، بلکہ ان کی اپنی کتاب مقدس "یرمیاہ نبی کی کتاب" میں بھی یہی مضمون موجود ہے۔

"میں ایسا کروں گا کہ یہود کے درمیان خوشی کی آواز اور خرمی کی آواز نہ رہے۔ دولہا اور دلہن کی آواز اور چراغ کی روشنی نہ رہے۔ اور یہ ساری سرزمین ویرانہ اور حیرانی کا باعث ہوگی۔" (یرمیاہ کی کتاب ۲۵۔ ۹-۱۱)

اس کے بعد "یرمیاہ نبی" کا نوحہ ہے۔

"خداوند نے اسرائیل کی جان کو آسمان سے زمین پر پٹک دیا، اور اپنے قہر کے دن اپنے پاؤں کی کرسی کو یاد نہ کیا، خداوند نے یعقوب کے سارے گھرانوں کو غارت کر دیا۔ اور رحم نہ کیا، اس نے اپنے قہر میں یہودا کی بیٹی کے قلعوں کو مسمار کر دیا۔ اس نے انہیں خاک کے برابر کر دیا، اس نے اپنے قہر شدید سے اسرائیل کے ہر ایک سینگ کو کاٹ دیا۔"

(نوحہ یرمیاہ ۲-۱-۳)

پس یہود کو سزا دینا اور ان پر غضب متواتر ہونا صرف بعد از اسلام کی بات نہیں بلکہ دو ہزار برس قبل از اسلام سے متواتر چلا آرہا ہے۔ لیکن قدرت کا یہ متواتر عمل جو اب یکایک بدل گیا، اور خلاف معمول یہود کو ظاہری تسلط نصیب ہو گیا۔ اس میں ہمارے لئے دو باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

اوّل یہ کہ بعض اوقات انبیاء علیہم السلام کو بھی ایسے واقعات پیش آتے ہیں کہ منکرین ومخالفین یہ کہنے لگ جاتے ہیں کہ پیغبروں کی باتیں پوری نہیں ہوئیں۔ اور مومنین میں بھی مایوسی کے اثرات پیدا ہو جاتے ہیں۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

حتی اذا استیأس الرسل وظنوا انہم قد کذبوا جاءہم نصرنا فنجی من نشاء ولا یرد بأسنا عن القوم المجرمین۔ (سورۂ یوسف)

یہاں تک کہ جب رسولوں پر بھی مایوسی طاری ہونے لگی، اور لوگوں کو خیال ہوا کہ ان سے جو کچھ کہا گیا تھا وہ پورا نہ ہوا۔ تب ہماری مدد پہنچی، پھر جس کو ہم نے چاہا اسے نجات مل گئی اور ہمارا عذاب مجرم قوموں سے کبھی نہیں ٹلتا۔

لہٰذا یہود کی اس وقتی کامرانی سے ان کی مغضوبیت کا داغ نہیں دھل جاتا آخر کار خدا کا عذاب ان یہودیوں پر ہی آکر رہے گا۔ جب یہودی قوم ساڑھے تین ہزار سال تک متواتر زیر غضب رہی۔ اور در بدر کی خاک چھاننے کے باوجود مایوس نہیں ہوئی تو بڑی عجیب بات ہوگی اگر اہل اسلام عربوں کی اس عارضی شکست سے مایوس اور بددل ہو جائیں۔ یہ حق تعالیٰ کی طرف سے "تکوینی" ابتلاء ہے۔ آخر پیغبروں پر بھی تو ایسے نازک حالات آتے رہے ہیں، کہ انہیں جھنجوڑا جاتا، وہ گھبرا اٹھتے، اور بعض وقت طول ابتلاء کی وجہ سے رسول اور اس کے ساتھ پکار اٹھتے، متی نصر اللہ۔ (اللہ کی مدد کب ہوگی؟) انہیں تسلی دی جاتی: الا ان نصر اللہ قریب۔ (رکھو اللہ کی مدد بالکل نزدیک ہے۔)

اسی طرح یہ (خونریزی) واقعی بڑا سخت ہے۔ اور یہ سخت ترین آزمائش کا وقت ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو صبر و استقلال، عزم وہمت اور خود شناسی سے کام لینا چاہئے، یہ سر الٰہی اور خدائی بھید اپنے وقت پر کھلے گا۔ مسلمانوں کو ان لوگوں کی مثل نہ ہونا چاہئے۔

بل کذبوا بما لم یحیطوا بعلمہ ولما یأتہم تاویلہ۔

بلکہ انہوں نے ایسی چیز کو جھٹلایا جس کا نہ انہیں پورا علم تھا نہ اس کا سامنے آیا تھا۔

دوسری بات یہ کہ مسلمان کو خود اپنی حالت کا بھی جائزہ لینا چاہئے۔ "غزوہ احد" میں شکست کے بعد بعض مسلمانوں کو تعجب ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو شکست کیونکر ہوگئی؟ جبکہ اللہ تعالیٰ کے حکم ہی سے تو نبی نے جہاد کیا تھا، قرآن حکیم نے اس تعجب آمیز سوال کا کیا خوب جواب دیا:

قلتم انی ھذا۔ قل ھو من عند انفسکم۔

تم نے کہا یہ کیونکر ہو گیا؟ اے نبی کہہ دیجئے، یہ سب کچھ تمہاری اپنی بدولت ہوا۔

اسی طرح حالیہ شکست بھی مسلمانوں ۔ بالخصوص عربوں کے شامت اعمال کا نتیجہ ہے، اسی دنیا میں قانون الٰہی یہ ہے :

من کان یرید العاجلۃ عجلنا لہٗ	جو دنیا چاہتا ہے۔ ہم اسے یہیں دیدیتے ہیں۔
فیہا ما نشاء لمن نرید ثم جعلنا لہٗ	(مگر مطلقاً نہیں بلکہ) جتنا چاہیں جس کو دینا چاہیں
جہنم یصلٰہا مذموماً مدحوراً ہ	پھر ہم نے اس کے لئے جہنم مقرر کر رکھی ہے جس
ومن اراد الاٰخرۃ وسعٰی لہا سعیہا	میں ذلیل وخوار ہو کے داخل ہوگا۔ اور جو آخرت چاہتا
وھو مومن فاولٰئک کان سعیہم	ہے اور اس کے لئے محنت کرتا ہے۔ جیسی
مشکوراً ہ کلاً نمد ھٰؤلاء وھٰؤلاء	محنت چاہیئے۔ بشرطیکہ وہ مومن ہو پس یہی لوگ
من عطاء ربک، وما کان عطاء	ہیں جن کی محنت قابل قدر ہے۔ ہم سبھی کی مدد
ربک محظوراً ہ	کرتے ہیں۔ ان کی بھی اور ان کی بھی۔ اور تیرے

رب کی عطا کسی سے بند کی ہوتی نہیں (جو جیسی محنت کرے گا، ویسا نتیجہ اسے مل جائے گا۔)

آخر اس پر بھی تو غور کرنا چاہیئے کہ یہودی بیس برس سے شب و روز ہر طرح کا جدید اسلحہ، ہولناک بموں، اور میزائیلوں کا ذخیرہ جمع کرنے میں مصروف تھے، سائنس میں تو وہ پہلے ہی سے بہت زیادہ بڑھے ہوئے تھے۔ ایٹم بم خود ایک یہودی آئین سٹائن کی ایجاد ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں اللہ تعالےٰ نے عربوں کو تیل کا بے انتہا ذخیرہ عطا فرمایا، اگر وہ چاہتے تو اعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ پر عمل کرتے ہوئے۔ اس بیکراں مال و دولت سے اسلحہ، ٹینک اور طیارہ سازی کے کارخانے قائم کرسکتے تھے۔ بلکہ ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم تیار کرسکتے تھے، لیکن ان کی تمام تر طاقت وقوت اور بے پایاں دولت وثروت کہاں صرف ہوتی۔؟ یا تو بیروت، پیرس، لندن اور نیویارک کے ہوٹلوں میں داد عیش وعشرت دینے میں، یا امریکہ سے لاکھوں کی تعداد میں لمبی لمبی، نئی نئی خوب صورت موٹریں اور کاریں برآمد کرنے میں یا یورپ سے مہ جبینوں کی درآمد کرکے انہیں لونڈیوں کا نام دے کر ان سے بلا نکاح تمتع حاصل کرنے میں، یا ایک دوسرے کو بدنام کرنے ایک دوسرے کے خلاف پروپیگنڈا کرنے، انقلاب لانے اور سازشیں کرنے میں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

کیا یہ صحیح نہیں۔ کہ ایک دوسرے کو تباہ وبرباد کرنے میں کروڑوں ڈالر صرف کئے گئے، شام میں [illegible] کے اندر اندر پانچ مرتبہ فوجی انقلاب برپا ہوا، اور جنگ سے صرف دو دن پہلے اُردن میں [illegible] کی جانب سے بم پھینکنے کے لئے آدمی بھیجے گئے۔ اللہ تعالیٰ کے نام پر جہاد کرنا اور اسلام

کا نام لینا رجعت پسندی اور قدامت پرستی بتلایا گیا، کیا عین جنگ شروع ہونے کے وقت بھی شام کے تمام علماء جیلوں میں نہیں سڑ رہے تھے کیا۔[۱] "معروف شام اتحاد" کو توڑنے کے لیئے ۱۲ کروڑ ریال کی رشوت نہیں چلی۔؟

الغرض یہ قصہ طویل بھی ہے اور دردناک بھی۔ اور اس آفت سے محفوظ کوئی بھی عرب ملک نہیں تھا تمام عرب طاقتوں نے ایک دوسرے کو تباہ و برباد کرنے کے لیے اپنی پوری قوت صرف کی اسی حالت میں جنگ شروع ہوئی۔ اور جنگ شروع ہونے سے ایک دن پہلے اتحاد ہوا۔ بدقسمتی سے عمل تعاون کا موقع اس میں بھی میسر نہ آیا۔ گویا یہ اتحاد بھی محض لفظی اور زبانی سا رہ گیا۔

ان ممالک عربیہ میں دین کی تحریف اور اسلام کو "ماڈرن" بنانے کے لیئے جو کچھ کیا گیا، وہ تو یقیناً "یہودی تحریف" سے کچھ زیادہ ہی ہوگا۔ ان تمام دردناک حالات، جن کا تذکرہ بھی یقیناً دل خراش ہے کے پیش نظر یہ کہنا کیا بیجا ہوگا کہ: ھو من عند انفسکم (یہ سب کچھ تمہاری بداعمالیوں کا خمیازہ ہے)

بہرحال اس تمام دراز نفسی سے مقصود ان عربوں پر جرح و تنقید نہیں بلکہ ان حقائق کا تجزیہ تھا جو اس شکست کا باعث ہوئے۔ اب بھی موقع ہے کہ: "واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً" (سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑیں۔) عرب قومیت کی منحوس جنگ نے انہیں جس نوبت تک پہنچا دیا۔ اس سے سبق حاصل کریں۔ نجد و عراق، کویت اور دیگر ممالک عربیہ کے وسائل بالخصوص پٹرول کی دولت اسلحہ سازی پر خرچ کریں۔ انگریز لعین نے ایک سلطنت (خلافت آل عثمان) کو ۱۲ ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا۔ عرب دشمنوں کے اشاروں پر فوراً لامرکزیت کا شکار ہو کر چھوٹی چھوٹی حکومتوں میں بٹ گئے۔ یوں ہر ایک نے ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنائی۔ یہی پراگندگی اسرائیلی جارحیت کے لئے ممد و معاون ثابت ہوئی۔ ———•

---

[۱] یہ علماء کرام غالباً اب بھی زنداں خانہ ہی کی تاریکی میں اپنی قوم کی سیاہ بختی پر ماتم کر رہے ہوں گے۔ کہنا چاہیئے کہ عرب قوم یہود سے اسی دن شکست کھا گئی تھی جبکہ منبر و محراب پر الجہاد والجہاد کی نفیر عام سے قوم کو بیدار کرنے والے علماء کو نذر زنداں کر دیا گیا۔ کسی قوم کی پہلی بدقسمتی یہ ہوتی ہے۔ کہ اللہ کے مقبول بندوں کے وجود اور ان کے انفاسِ قدسیہ سے وہ اپنے آپ کو محروم کر لیتی ہے۔

مزمن، پیچیدہ، جسمانی، روحانی امراض کے خاص معالج
جمال شفاخانہ رجسٹرڈ صدر بازار نوشہرہ چھاؤنی